نظرِ رحمتِ خدا سے محروم لوگ

تحریر: جناب مولانا محمد منشاء کاشف صاحب فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینٰت و الھدی من بعد ما بینٰہ للناس فی الکتٰب اولٰئک یلعنھم اللہ و یلعنھم اللٰعنون ○ (البقرۃ: ۱۵۹)

ترجمہ: تحقیق جو لوگ کہ چھپاتے ہیں جو کچھ اتارا ہم نے دلیلوں سے اور ہدایت سے پیچھے اس کے کہ بیان کیا ہم نے اس کو واسطے لوگوں کے بیچ کتاب کے، یہ لوگ لعنت کرتا ہے ان کو اللہ تعالیٰ اور لعنت کرتے ہیں ان کو لعنت کرنے والے۔

اس آیت میں وعید شدید ہے اس کے لئے جس نے حق کو چھپایا۔ کتمان حق اہل کتاب کے بارہ میں آئی کہ انہوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کے اوصاف و تحویل قبلہ وغیرہ امور کو چھپایا اب ہر امر حق کے باب میں لفظ عام ہے یعنی جس نے غرض دنیا کے واسطے حق چھپایا وہ اس میں داخل ہے۔

آج کی دنیا میں خوش نصیبی اور بد نصیبی کا معیار مال کی قلت و کثرت، جاہ و منصب کا اعزاز و محرومی، سرکاری عہدے اور حرام و حلال ذرائع سے دولت کی ریل پیل یا اس سے محرومی کو سمجھا جاتا ہے۔ اسی معیار پر لوگوں کو پرکھا اور ناپا جاتا ہے اور اسی بنیاد پر کسی کو عزت کا تاج پہنایا جاتا ہے اور کسی کو ٹھوکروں سے ٹھکرایا جاتا ہے۔ لیکن اس دنیائے انسانیت کا سب سے حسین و عظیم اور سب سے زیادہ ترقی یافتہ و متمدن مذہب اسلام کچھ اور ہی کہتا ہے اس کا معیار بہت ہی بلند اور اس کے قوانین سب کے لئے یکساں ہیں۔ اس کے اصول ایسے ہیں کہ ایک معمولی سے معمولی آدمی بھی اپنے آپ کو خوش نصیب بنا سکتا ہے اور بڑے سے بڑا آدمی بھی مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا ہو کر اپنے آپ

کو بد نصیبی کے گڑھے میں گرا سکتا ہے۔ اسلام کی نگاہ میں سرکاری عہدوں' جاہ و مناصب اور دولت کی ریل پیل کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ اسلام کی نگاہ میں جو چیزیں ایک انسان کو خوش نصیب بنا سکتی ہیں وہ ہیں خدائے واحد پر مکمل ایمان' آخری نبی آنحضرت ﷺ کی نبوت پر کامل یقین' اسلام کے فرائض و واجبات کی ادائیگی سنت رسول کے مطابق۔ دعوت اسلام کے لئے قربانیاں' حسن کردار' حسن اخلاق' حسن معاملات' منہیات الٰہی سے پرہیز اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کی انجام دہی وغیرہ وغیرہ یہی وہ چیزیں ایسی ہیں جو ایک انسان کو دنیوی زندگی میں سرخرو اور آخرت میں بھی فلاح یاب کر سکتی ہیں۔

اسلام کا سب سے اہم اصول آخرت کا تصور ہے۔ اسلام کی نگاہ میں سب سے بڑا خوش نصیب وہ ہے جو اللہ کی نگاہ میں معزز ہو۔ آخرت کی ذلت و رسوائی سے بچ جائے' میدان محشر کے عذابوں اور دوزخ کی سزاؤں سے نجات پا جائے۔ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو کر کلام کرے اور اپنی نظر رحمت سے اسے دیکھے اور اپنے معزز مہمان خانے " جنت الفردوس " کی بلند منازل میں اس کو جگہ دے۔

دوسری طرف اسلام کی نگاہ میں سب سے بڑا بد نصیب اور بد قسمت وہ ہے جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ذلیل ہو جس سے اللہ تعالیٰ بات بھی نہ کرے جس کی طرف نظر رحمت سے بھی نہ دیکھے۔ جو اللہ کی رحمتوں سے محروم ہو کر اس کے عذابوں میں گرفتار ہو۔ ایسے بدنصیب کون لوگ ہیں ؟ اور کون کون سے ان کے اعمال ہیں ؟ اس کا مختصر سا تذکرہ ہم قرآن حکیم اور فرامین رسول ﷺ کی روشنی میں آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں خدا نہ کرے کہیں ہمارا شمار انہی میں نہ ہو۔ اور اگر یہ کوتاہیاں ہم سے ہوتی رہی ہیں تو فورا توبہ کر کے ان کی اصلاح کر لیں اور اپنی بد نصیبی کو خوش

نصیبی میں بدل لیں۔

حق بات چھپانے والا عالم :- اس سلسلے میں سب سے بڑا بد نصیب وہ عالم ہے جو علم حق' علم دین جانتا ہو اور اپنے مفادات و اقتدار کی خاطر حق کو بیان نہ کرے' اس کو چھپائے بیٹھا رہے اور پوچھنے کے باوجود صحیح جواب نہ دے۔ تاویل کر کے ٹال دے یا لا علمی کا اظہار کرے یا صحیح اور سچی بات کو غلط اور جھوٹی ثابت کرے یعنی قرآن و حدیث کی بات کو چھوڑ کر فقہاء کو مد نظر رکھے اور اماموں کی دعوت کی طرف بلائے۔ ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت' فرشتوں کی لعنت' نبیوں کی لعنت حتیٰ کہ تمام کی لعنت ہوتی ہے ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بات بھی نہ کرے گا نہ ان کو نظر رحمت سے دیکھے گا بلکہ ایسے لوگوں کے منہ میں قیامت کے دن آگ کی لگام دی جائے گی۔ آگ کی قینچیوں سے ان کے ہونٹ کاٹے جائیں گے۔ ان کے پیٹ کی انتڑیاں باہر نکال دی جائیں گی اور یہ کولہو کے بیل کی طرح ان انتڑیوں کو گھسیٹے چکر کھاتے پھریں گے۔

اسی طرح سورہ بقرہ کی آیات ۱۷۴ تا ۱۷۶ میں لوگوں کو وعید سنائی جا رہی ہے ارشاد باری ہے :

ان الذین یکتمون ما انزل اللہ من الکتٰب و یشترون بہ ثمنا قلیلا اولئک ما یاکلون فی بطونھم الا النار و لا یکلمھم اللہ یوم القیٰمۃ و لا یزکیھم و لھم عذاب الیم ۔ اولئک الذین اشتروا الضللۃ بالھدی و العذاب بالمغفرۃ فما اصبرھم علی النار ۔ ذلک بان اللہ نزل الکتٰب بالحق و ان الذین اختلفوا فی الکتٰب لفی شقاق بعید۔

ترجمہ : تحقیق جو لوگ کہ چھپاتے ہیں جو کچھ اتارا ہے اللہ نے کتاب سے اور مول لیتے ہیں بدلے اس کے مول تھوڑا یہ لوگ نہیں کھاتے ہیں بیچ پیٹوں اپنے کے مگر آگ اور نہ بات کرے گا ان سے اللہ تعالیٰ دن قیامت کے

اور نہ پاک کرے گا ان کو اور واسطے ان کے عذاب ہے درد دینے والا۔ یہ لوگ جنھوں نے مول لی گمراہی بدلے ہدایت کے اور عذاب بدلے بخشش کے پس کیا صبر کرتے ہیں وہ اوپر آگ کے۔ یہ اس واسطے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اتارا کتاب کو ساتھ حق کے اور تحقیق جنھوں نے اختلاف کیا بیچ کتاب کے البتہ بیچ اختلاف دور کے ہیں۔ (ترجمہ از شاہ رفیع الدین)

مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہوا ہے جو عالم دین حق کو چھپائے گا وہ مجرم ہے ان کا جرم کیا ہے ؟

پہلا جرم یہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں احکام اپنے نبی محمد ﷺ پر نازل فرمائے ان کو چھپاتے رہے اور فقہاء کی کتابوں کی دعوت دیتے رہے۔

دوسرا جرم اس کے بدلے تھوڑی دولت حاصل کرتے ہیں۔

تیسرا جرم ہدایت کے بدلے میں انہوں نے گمراہی کو خرید لیا (ہدایت کیا ہے قرآن و حدیث)

چوتھا جرم مغفرت کے بدلے میں انہوں نے دوزخ میں جانے کے لئے نفس کو آمادہ کیا۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اس میں زبردست دھمکی ہے ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کی باتیں اور شرعی مسائل چھپا لیا کرتے ہیں اہل کتاب نے حضور اکرم ﷺ کی تعریف کو چھپا لیا تھا جس پر ارشاد ہوتا ہے کہ حق کو چھپانے والے ملعون لوگ ہیں جس طرح عالم کے لئے جو لوگوں میں خدا کی باتیں پھیلاتے ہیں ہر چیز استغفار کرتی ہے یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں اور ہوا کے پرندے بھی اسی طرح ان لوگوں پر جو حق کو جانتے ہوئے گونگے اور بہرے بن جاتے ہیں ہر چیز لعنت بھیجتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ آیت نہ ہوتی تو میں ایک حدیث بھی بیان نہ کرتا (تفسیر ابن کثیر آیت

۱۵۹ تا ۱۶۲) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو عذاب الٰہی کا کتنا ڈر ہوتا تھا اور ہمیں کیوں دوزخ کی آگ سے ڈر نہیں لگتا کتنی سخت آگ ہے جس کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

عن ابی هریرة ان رسول الله ﷺ قال نارکم جزء من سبعین جزء من نار جهنم قیل یا رسول الله ان کانت لکافیة قال فضلت علیهن بتسعة و ستین جزء کلهن مثل حرها (متفق علیه)

ترجمہ :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ تمہاری اس دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! یہی دنیا کی آگ کافی تھی آپ نے فرمایا دوزخ کی آگ دنیا کی آگ کے مقابلہ میں انہتر (۶۹) درجے بڑھا دی گئی ہے اور ہر درجہ کی حرارت آتش دنیا کی حرارت کے برابر ہے (بخاری و مسلم)

تشریح :۔ اس دنیا کی آگ بھی درجہ حرارت میں بعض بعض سے بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے مثلاً لکڑی کی آگ میں گھاس پھونس کی آگ سے زیادہ گرمی ہوتی ہے اور پتھر کے کوئلے کی آگ میں لکڑی کی آگ کے مقابلہ میں بہت زیادہ حرارت ہوتی ہے اور بعض بموں سے جو آگ پیدا ہوتی ہے وہ درجہ حرارت میں ان سب سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہوتی ہے اور اب تو آلات سے یہ معلوم کرنا بھی آسان ہوگیا ہے کہ ایک آگ دوسری آگ کے مقابلے میں کتنے درجے کم یا زیادہ گرم ہے۔ پس اب حدیث کے اس مضمون کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں رہا کہ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ کے مقابلہ میں ستر درجہ زیادہ حرارت اپنے اندر رکھتی ہے۔

ایک روایت میں دوزخیوں کی خوراک کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

عن ابن عباس ان رسول الله ﷺ قرء هذه الآیة: اتقوا الله حق تقاته و لا تموتن الا و انتم مسلمون ○ قال رسول الله ﷺ لو ان قطرة

من الزقوم قطرت فی دار الدنیا لافسدت علی اہل الارض معایشہم فکیف بمن یکون طعامہ (ترمذی)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا و انتم مسلمون۔ اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے (اور فیصلہ کر لو) ہرگز نہ مرو گے مگر اس حال میں کہ تم مسلم (اللہ کے فرمانبردار بندے) ہو گے۔ (اور اللہ سے اور اس کے عذاب سے ڈرنے کے سلسلے میں) آپ نے بیان فرمایا کہ "زقوم" (جس کے بارے میں قرآن میں ہے کہ وہ جہنم میں پیدا ہونے والا ایک درخت ہے اور دوزخیوں کی خوراک بنے گا) اگر اس کا ایک قطرہ اس دنیا میں ٹپک جائے تو زمین پر بسنے والوں کے سارے سامان زندگی کو خراب کر دے۔ پس کیا گزرے گی اس شخص پر جس کا کھانا وہی زقوم ہوگا۔

اور حدیث میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے بیان فرمایا

"لو ان دلوا من غساق یہراق فی الدنیا لانتن لاہل الدنیا"

(رواہ ترمذی)

غساق' یعنی وہ سڑی ہوئی پیپ جو دوزخیوں کے زخموں سے نکلے گی اور جس کے متعلق قرآن مجید میں بتلایا گیا ہے کہ وہی انتہائی بھوک میں ان کی غذا ہو گی جو کہ اس قدر بدبودار ہے کہ اگر اس کا ایک ڈول اس دنیا میں بہا دیا جائے تو ساری دنیا اس کی سرانڈ سے بدبودار ہو جائے۔

یہ احادیث مبارکہ اس لئے بیان کر دی ہیں تاکہ لوگ اپنی اصلاح کر لیں جو لوگ دنیا کے مال کی خاطر حق بات یعنی قرآن اور حدیث کو چھوڑ کر اور لوگوں کے حکم کے مطابق عمل اور عقیدہ رکھتے ہیں ایسے لوگوں کو عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے حق بات کی دعوت دینا فرض عین ہے اب میں اپنے مضمون کی طرف

آؤں۔ حضور ﷺ کا ارشاد ترغیب و ترہیب میں ہے

حضور ﷺ کا نصیحت آمیز خطبہ :۔ علقمہ بن سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزی اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے خطبہ پڑھا اور مسلمانوں کی جماعت کی تعریف کی پھر فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا جو اپنے پڑوسیوں کو تعلیم نہیں دیتے اور نہ ان کو علم سکھاتے ہیں اور نہ نصیحت کرتے ہیں قسم ہے خدا کی لوگوں کو چاہیے اپنے پڑوسیوں کو سکھائیں اور دین کے مسئلے بتائیں اور ان کو نصیحت کریں اور نیک کام کا حکم کریں اور بری بات سے منع کریں اور چاہیے کہ لوگ اپنے پڑوسیوں سے سیکھیں اور دین کے مسئلے معلوم کریں اور نصیحت حاصل کریں ورنہ میں ان کو جلد سزا دوں گا۔ پھر آپ ﷺ منبر سے نیچے اترے لوگوں نے عرض کیا حضور آپ ہم میں سے کن لوگوں کو ایسا دیکھتے ہیں ؟ فرمایا اشعریوں کو وہ لوگ فقہاء ہیں اور ان کے پڑوسی جاہل کسان ہیں۔ یہ خبر اشعریوں کو پہنچی وہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! آپ نے اور لوگوں کی تعریف فرمائی اور ہمارا برائی کے ساتھ ذکر کیا پس ہمارا کیا حال ہے ؟ آپ ؐ نے فرمایا کہ چاہیے کہ لوگ اپنے پڑوسیوں کی تعلیم کریں اور ان کو نصیحت کریں اور نیک باتوں کا حکم کریں اور بری باتوں سے منع کریں اور چاہیے کہ لوگ اپنے پڑوسیوں سے سیکھیں اور نصیحت حاصل کریں اور دین کے مسئلے سیکھیں ورنہ میں جلد دنیا میں ان کو سزا دوں گا۔ انہوں نے عرض کیا حضور ؐ ہم اوروں کو کیا عقلمند بنائیں آپ نے دوبارہ ان سے بیان کیا انہوں نے پھر یہی عرض کیا حضور ؐ ہم اوروں کو کیا عقلمند بنائیں آپ نے بھی اسی طرح فرمایا پھر انہوں نے عرض کیا حضور ؐ ہمیں ایک سال کی مہلت دی جائے حضور ﷺ نے ان کو مہلت دی تاکہ وہ ان مسائل کی تعلیم دیں اور سکھائیں اور نصیحت کریں پھر حضور ﷺ یہ آیت تلاوت فرمائی :

لعن الذين كفروا من بنى اسراء يل علٰى لسان داؤد و عيسى ابن مريم (الآية) رواه الطبرانى فى الكبير عن بكير بن معروف عن علقمة

" لعنت کئے گئے وہ لوگ جو کافر ہوئے بنی اسرائیل سے داؤد اور عیسیٰ بن مریم علیہم السلام کی زبان سے اس کو طبرانی نے کبیر میں بکیر بن معروف سے انہوں نے علقمہ سے روایت کیا ہے۔ "

ایک اور حدیث علم کے متعلق ایک دوسرے کو نصیحت کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا:

" قال تناصحوا فى العلم فان خيانة احدكم فى علمه اشد من خيانته فى ماله و ان الله ساء لكم " رواه الطبرانى فى الكبير ايضا برواة ثقات

" علم کے متعلق ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہو کیونکہ تم میں سے ہر ایک کا علم میں خیانت کرنا مال میں خیانت کرنے سے زیادہ سخت ہے اور اللہ تم سے سوال کرنے والا ہے اس کو بھی طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

اور کثرت سے احادیث میں آتا ہے۔

"قال من كتم علما الجمه الله يوم القيامة بلجام من نار"

"عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے علم کو چھپایا اس کو قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ " اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ صحیح ہے۔ حدیث رسول سے ثابت ہوا کہ حق بات چھپانے والا اس سزا کا مستحق ہوگا۔ ان کے علاوہ اور بھی لوگ ہوں گے جو کہ اللہ کی رحمت سے دور ہوں گے اور ان کو عذاب الٰہی سے کوئی نہ چھڑا سکے گا۔ حدیث میں ہے:

" عن ابى ذر الغفارى رضی اللہ عنہ عن النبى ﷺ قال ثلاثة لا

یکلمهم الله یوم القیامة و لا ینظر الیهم و لا یزکیهم و لهم عذاب الیم قال فقراها رسول الله ﷺ ثلاث مرات قال ابوذر خابوا و خسروا من هم یا رسول الله قال المسبل والمنان والمنفق سلعته بالحلف الکاذب و فی روایة المسبل ازاره " رواه مسلم و ابوداؤد والترمذی والنسائی و ابن ماجه

" حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تین قسم کے لوگ ہیں کہ جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بات چیت نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف رحمت و شفقت سے دیکھے گا اور نہ انہیں پاک صاف کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول نے ان جملوں کو تین بار پڑھا۔ ابوذر فرماتے ہیں کہ ناکام و نامراد ہوئے۔ اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہیں ؟ آپ نے فرمایا کہ (۱) چادر و کپڑا لٹکانے والا (۲) احسان جتانے والا (۳) اپنے سامان کو جھوٹی قسم کھا کر فروخت کرنے والا اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے کپڑے چادر کو لٹکانے والا اسے مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے (بحوالہ ترغیب والترہیب مترجم ص ۳۰۹ ج ۲)

اور مشکوۃ شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے :

" ثلاثة لا یکلمهم الله یوم القیٰمة و لا یزکیهم و فی روایة و لا ینظر الیهم و لهم عذاب الیم شیخ زان و ملک کذاب و عائل مستکبر " رواه مسلم

تین شخص ہیں جن سے قیامت کے دن خداوند تعالیٰ نہ تو بات کرے گا اور نہ ان کو گناہوں سے پاک فرمائے گا اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نہ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

ایک تو زناکار بوڑھا دوسرا جھوٹا بادشاہ اور تیسرا مفلس و غریب تکبر کرنے والا"

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آدھی پنڈلیوں تک اپنی چادر یا تہبند وغیرہ کو رکھتے تھے آج جو لوگ سنت رسول پر عمل کرنے کے لئے اپنی شلوار یا پاجامہ وغیرہ کو ٹخنوں کے اوپر یا آدھی پنڈلی تک رکھتے ہیں ان کی طرف دیکھ کر جاہل لوگ انگلیاں اٹھاتے ہیں اور اپنی تقریروں میں ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ یہ عذاب الٰہی کو دعوت دیتے ہیں ایسے لوگوں کو غور کرنا چاہیے کہ شاید ہم بھی ان لوگوں میں شامل نہ ہو جائیں جن پر اللہ تعالیٰ اپنی ناراضی کا اظہار فرماتا ہے۔

ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا بھی ان تین بدنصیبوں میں سے ایک ہے۔ جو بھی اپنے کپڑے کو خواہ وہ لنگی ہو' پاجامہ ہو ' کرتہ ہو یا پینٹ وغیرہ اپنے ٹخنوں سے نیچے لٹکائے گا اس وعید کا مستحق ٹھہرے گا وہ خواہ غرور کی راہ سے ایسا کرے یا فیشن کے طور پر اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو روز قیامت نظر رحمت سے نہ دیکھے گا۔

حضرت ابوہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللّٰہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا جو تکبر سے اپنے کپڑے کو ٹخنے سے نیچے لٹکا کر گھسیٹتا ہوا چلتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر سے ایک دوسری روایت اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص اپنی لنگی کو ٹخنے کے نیچے لٹکا کر ازراہ تکبر گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا تو اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا۔ قیامت تک وہ زمین میں دھنستا رہے گا۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ کی ایک روایت صحیح بخاری میں ان الفاظ سے آئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان دونوں ٹخنوں کے نیچے لنگی پاجامہ لٹکا کر چلنا دوزخ میں جانے کا سبب ہے۔ (بخاری)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مومن کا تہبند آدھی پنڈلی تک رہنا چاہیے ٹخنے تک بھی ہو تو کوئی حرج نہیں ٹخنے سے نیچے لٹکانا دوزخ میں جانے کا ذریعہ ہے۔ اس بات کو آپ نے تین بار فرمایا اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا جو تکبر کی بنا پر ٹخنے سے نیچے لنگی یا پاجامہ لٹکائے گا۔ (ابوداؤ' ابن ماجہ)

ایسی ہی ایک روایت امام نسائیؒ اپنی سنن نسائی میں حضرت سالم بن عبداللہ سے لائے ہیں وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کرتہ عمامہ اور لنگی یا پاجامہ کو متکبرانہ انداز میں اپنی حد سے نیچے لٹکائے گا اللہ تعالیٰ اس شخص کو قیامت کے دن نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔

(نسائی ' ابوداؤد)

جھوٹا اور ظالم بادشاہ :- ایک بدنصیب وہ شخص ہے جو بادشاہ ہو کر بھی جھوٹ بولے اور لوگوں پر ظلم کرے اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے بھی قیامت کے دن نہ تو کلام کرے گا نہ نظر رحمت سے دیکھے گا۔ اب اس سلسلے میں وارد شدہ حدیثیں ملاحظہ ہوں :

حضرت عمر بن خطاب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک برے مقام والا وہ امام یا بادشاہ ہوگا جو ظالم یا سنگدل ہوگا۔ (بیہقی)

اور ایک روایت اس سے متعلق ہے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دس یا اس سے زائد آدمیوں پر امیر رہا ہوگا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے وہ اس حال میں ملے گا کہ اس کا ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھا ہوگا اگر وہ منصف تھا تو اس کا انصاف اس کو چھڑا دے گا اور اگر ظالم تھا تو اسکا ظلم اس کو ہلاک کر دے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا امارت کے شروع میں ملامت ہے' درمیان میں ندامت ہے اور قیامت کے دن ذلت و رسوائی۔ (بیہقی ' مسند احمد)

اس ضمن میں ایک اور روایت ہے جو اگرچہ براہ راست بادشاہ سے تعلق نہیں رکھتی لیکن بہرحال افعال بادشاہ سے اس کا تعلق ضرور ہے حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان بھائی کی طرف ایسی نظر سے دیکھے گا جس سے اس کو ڈرائے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بھی اس کو غصہ کی نظر سے دیکھے گا۔ (بیہقی)

اس مقام پر ابن ماجہ کی اس حدیث کو بھی پیش کر دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا جس میں تعاون قتل پر سخت وعید فرمائی گئی ہے اس کے مجرم بادشاہ بھی ہوتے ہیں اور دوسرے لوگ بھی۔ حدیث یہ ہے حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جس شخص نے کسی مومن کے قتل کرنے میں ایک آدھ کلمے سے بھی امداد کی تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی پیشانی کے درمیاں لکھا ہوگا کہ یہ شخص اللہ کی رحمت سے ناامید ہو چکا ہے۔

بقیہ صفحہ آخرت

اب بدیع التفاسیر کو مکمل کرنے کا ذمہ ان کے بیٹے محمد شاہ صاحب نے جن کی کنیت سے وہ ابو محمد کہلاتے تھے' لیا ہے۔ محمد شاہ راشدی صاحب بھی بہت بڑے عالم ہیں اور ان کو بھی عربی پر بہت عبور حاصل ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے بیٹے کو ہمت دے تاکہ وہ یہ کام مکمل کر پائیں اب ہم اپنی بات کو اس شعر پر ختم کرتے ہیں ۔

وہ عالم تھا مجاہد تھا' محدث تھا زمانے کا
وہ ہر میدان کا غازی تھا مجدد تھا زمانے کا